ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-18

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

محمد شفیع اللہ

پی ایچ۔ڈی اقبالیات اسکالر، شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان

ڈاکٹر طارق جاوید

لیکچرر، شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان

مذہبی تکثیریت کے جدید مباحث اور اقبال کی فکری بصیرت: تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Shafi Ullah*

Ph.D. Iqbal Studies Scholar. Department of Iqbal Studies, Allama Iqbal Open University Islamabad.Pakistan.

Dr.Tariq Javed

Lecturer, Department of Iqbal Studies, Allama Iqbal Open University Islamabad. Pakistan

***Corresponding Author:**

Modern Discourses on Religious Pluralism and Iqbal's Intellectual Insight: A Comparative and Analytical Study

This article examines modern theories of "Religious Pluralism" and compares them with Allama Muhammad Iqbal's philosophical and theological perspective. By analyzing western thinkers, the study contrasts Western pluralistic approaches with Iqbal's vision rooted in revelation, reason, and spiritual experience within the framework of Tawhid. The research shows that while Iqbal accepts religious diversity as a natural and divine reality, he rejects the idea that all religions are doctrinally equal. His pluralism is ethical and civilizational, emphasizing tolerance, dialogue, and mutual respect without compromising the absoluteness of divine revelation, offering a principled foundation for contemporary interfaith harmony and peaceful coexistence.

Key Words: *Religious Pluralism, Allama Iqbal, Modern Pluralistic Thought, Civilizational Hormony, Interfaith Dialogue ،Religious Diversity.*

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-18

ماخذ تحقیقی مجلہ

تعارف: (Introduction)

عصرِ حاضر میں مذہبی تکثیریت (Religious Pluralism) کا موضوع نہ صرف مذہبی اور فکری مکالمے کا محور بن چکا ہے بلکہ یہ فلسفۂ دین، الٰہیات، سماجیات اور سیاسیات جیسے مختلف علمی و فکری میدانوں میں گہرے مباحث کو جنم دے چکا ہے۔ انسانی تاریخ میں مذاہب کے تنوع اور ان کے ماننے والوں کے مابین تعلق کی نوعیت ہمیشہ ایک اہم سوال رہی ہے۔ جدید مغربی فکر نے اس سوال کو "مذہبی تکثیریت" کے عنوان سے نظریاتی بنیاد فراہم کی، جس کے مطابق تمام مذاہب کم و بیش صداقت کے حامل اور نجات کی راہیں فراہم کرنے والے ہیں۔ اس تصور نے مذہب کے بارے میں مطلق صداقت (Absolute Truth) کے دعوے کو چیلنج کیا اور مذہبی انفرادیت (Exclusivism) کے مقابل ایک جامع نظریہ کے طور پر خود کو پیش کیا۔

علامہ محمد اقبالؒ وہ نابغۂ روزگار مفکر ہیں جنہوں نے مذہب، سماج، اور انسان کے تعلق کو نہایت گہری فکری بصیرت کے ساتھ بیان کیا۔ اقبال کے نزدیک دین محض عقائد کا مجموعہ نہیں بلکہ انسان کی روحانی اور اخلاقی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ اس تحقیقی مقالہ میں مغربی مفکرین کے مذہبی تکثیریت کے جدید مباحث کا اجمالی جائزہ لیتے ہوئے اور اقبال کے شعری و نثری متون سے استفادہ کرتے ہوئے، حاصل شدہ تقابلی اور تجزیاتی مواد کو یکجا کر کے ایک ہم آہنگ نتیجہ تشکیل دیا جائے گا جو یہ واضح کرے کہ اقبال کا فکری نظام جدید مذہبی تکثیریت کو کس حد تک قبول یا مسترد کرتا ہے۔

مذہبی تکثیریت کا تصور: تعارف، پس منظر اور فکری ارتقاء

تکثیریت ایک اصطلاح ہے جو عربی زبان کے لفظ "تکثیر" سے بنائی گئی ہے، جس کا لغوی معنی زیادتی، تعدد، کثرت، زیادہ ہونا کے ہیں۔[(۱)] تکثیریت مغربی اصطلاح Pluralism کا اردو ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر عمر فاروق نے اس کی وضاحت میں لکھا ہے:

> "تکثیریت عَربی زبان کے لفظ "کثرت " سے ماخوذ ہے۔ تکثیر عربی زبان میں باب تَفعِیل سے آتا ہے، "ی "نسبت کی ہے، اور "ت "مصدر بنانے کے لیے ہے، معنی ہے کثرت والا ہونا۔ انگریزی میں اسے Pluralism کہتے ہیں۔ اصطلاحی اعتبار سے مختلف لوگوں نے اس کے مختلف معانی بیان کیے ہیں۔ "[(۲)]

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-18

ایٹمولوجیکل ڈکشنری کے مطابق Plural کی جڑ قدیم فرانسیسی لفظ Plurel سے جا ملتی ہے، جس کا معنی "ایک سے زیادہ" ہے۔ اسی طرح لاطینی زبان میں Pluralis کا مطلب بھی "کئی یا ایک سے زائد افراد یا چیزوں سے متعلق" لیا جاتا ہے۔[۳] انگریزی میں Plural بطور صفت استعمال ہوتا ہے اور اس کے لغوی معنی ہیں: متعدد، جمع کی صورت، یا وہ نحوی شکل جو ایک سے زیادہ افراد یا اشیاء پر دلالت کرے۔[۴] اسی لفظ Plural سے اصطلاح Pluralism وجود میں آئی، اور اس نظریے کے ماننے والے کو Pluralist یعنی تکثیریت پسند کہا جاتا ہے۔[۵]

مغربی دنیا میں یہ اصطلاح گزشتہ چند دہائیوں سے کافی مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ حتیٰ کہ فی زمانہ یہ اصطلاح، سماجیات، دینیات، فلسفہ، قانون، ادب، طب، اخلاقیات، سیاسیات وغیرہ میں استعمال ہونے لگی ہے۔ مختلف شعبوں میں استعمال کی وجہ سے اس کے مفاہیم مختلف ہیں۔ ہداد کا کہنا ہے کہ تکثیریت ایک لچکدار اصطلاح ہے، جسے مختلف متضاد حالات اور ایک پیچیدہ تصور کے حوالے سے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ کبھی سماجی، کبھی ثقافتی تو کبھی سیاسی اختلافات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔[۶] آکسفرڈ ڈکشنری میں اس کی یوں وضاحت کی گئی ہے:

> "ایک ہی معاشرے میں مختلف نوعیت کے لوگوں کا موجود ہونا، مثلاً مختلف نسلوں، سیاسی نظریات یا مذہبی عقائد رکھنے والے افراد کا ایک ساتھ رہنا؛ اور یہ عقیدہ کہ مختلف گروہوں کا ایک ہی معاشرے میں پر امن طور پر اکٹھے رہنا ممکن بھی ہے اور اچھا بھی"[۷]

کسی سماج میں ثقافتی و سیاسی اختلافات بھی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں، تاہم مذہبی اختلافات کو بھی نظر انداز کرنا بھی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ سماج میں مذہبی گروہوں کے وجود کو کھلے دل سے تسلیم کرنا ہی مذہبی تکثیریت (Religious Pluralism) کہا جاتا ہے۔ معروف تکثیریت پسند ڈیانا ایک (Dian Eck) کا کہنا ہے کہ تکثیریت ایک متحرک فعل ہے جس کے ذریعے سے ہم ایک دوسرے سے گہرے اختلافات رکھنے کے باوجود میل جول رکھتے ہیں۔ عمیق مذہبی وفاداری ہو یا پھر مذہبی لاتعلقی کے نظریے سے وفاداری، یہ نظریہ دونوں کو نہ تو ان کے مقام سے ہٹاتا ہے اور نہ ہی ختم کرتا ہے بل کہ یہ دونوں وفاداریوں کو روبرو لے آتا ہے۔ ایسے مکالمے کا ہدف اتفاقِ رائے تک پہنچنا نہیں ہوتا، بلکہ اس کا مقصد باہمی تعلقات کا حصول ہوتا ہے۔[۸]

تکثیریت کی عمارت تنوع پر کھڑی ہے اور کائنات میں یہ تنوع جابجا بکھرا نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ تمھیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔"[۹] اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف مسلمانوں کو نہیں بلکہ "یا ایہا الناس" کہہ کر پوری

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-18

ماخذ تحقیقی مجلہ

انسانیت کو مخاطب کیا ہے، اور انسانوں کے اندر موجود تنوع کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہاں انسانوں کی تخلیق کو مرد و عورت کی تفریق اور مختلف قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کے ساتھ بیان کرنے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ ہر خاندان، قبیلے اور گروہ کے لوگوں کے خیالات، رویّے، طرزِ زندگی اور رسوم ایک دوسرے سے مختلف ہوسکتے ہیں۔ انسانوں کے درمیان موجود یہی قدرتی فرق اور تنوع تکثیریت کے وجود کی واضح علامت ہے۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت اور تعلیمات، اسلام میں تکثیری رویّے کی نہایت روشن مثالیں پیش کرتی ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ بے مثال رواداری، تحمل اور احترام کا معاملہ فرمایا، حتیٰ کہ مخالفین کے ساتھ بھی حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ میثاقِ مدینہ، صلح حدیبیہ، حجۃ الوداع اور فتحِ مکہ جیسے واقعات اس حقیقت کے نمایاں ثبوت ہیں۔ چندرا مظفر نے لکھا ہے کہ تاریخ میں کسی بھی تہذیب نے تکثیریت کے لیے اسلام سے زیادہ پختہ عزم کا مظاہرہ نہیں کیا ہے۔ تکثیریت کے اصول خود قرآن میں موجود ہیں۔ متعدد آیات شاہد ہیں۔[۱۰]

مغربی دنیا میں مذہبی تکثیریت جدید عہد میں فلسفیانہ اور الٰہیات کے مباحث سے جنم لیتی ہے۔ نشاۃِ ثانیہ اور روشن خیالی (Enlightenment) کے بعد مذہب کو عقلی تنقید اور سائنسی نقطۂ نظر سے دیکھا جانے لگا۔ اس ماحول میں مذہبی تنوع کو اختلاف کے بجائے "ثقافتی تنوع" کے طور پر قبول کرنے کا رجحان بڑھا۔ یورپ میں مذہبی جنگوں اور فرقہ وارانہ کشمکش نے یہ احساس پیدا کیا کہ مذہبی ہم آہنگی کے لیے ایک نظریاتی بنیاد درکار ہے، جسے جدید فلسفۂ دین نے مذہبی تکثیریت "Religius Pluralism" کی صورت میں پیش کیا۔ تکثیریت ماضی میں ہر سماج میں کسی نا کسی شکل میں موجود رہی تاہم ایک نظریے کے طور پر اسے بیسویں صدی کے ربع اول میں شہرت ملنا شروع ہوئی۔ جوزف نے ۱۹۲۳ء میں ایک مضمون The Place of Christianity Among the World Religions لکھا۔ مغرب میں اس مضمون سے مذہبی تکثیریت کے خیال اور بحث کا آغاز ہوا۔ بعد ازاں مغربی مورخ آرنلڈ ٹائن بی نے ۱۹۵۷ء میں ایک کتاب "Christianity Among the Religions of the World" لکھی۔ اس وقت تک عیسائیوں کا یہ خیال تھا کہ چرچ سے باہر نجات حاصل کرنا ممکن نہیں۔ بعد ازاں مذہبی تکثیریت کی مختلف تاویلات پیش کی گئیں اور ان پر تنقید بھی ہوتی رہی۔

مذہبی تکثیریت کے حوالے سے جو ہن ہک (John Hick) کے نظریات نے زیادہ شہرت حاصل کی۔ جاہن ہک کا کہنا ہے کہ حقیقت تک پہنچنے کا راستہ کوئی واحد مذہب نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایک طرز حیات نجات کا

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-18

باعث بن سکتا ہے۔[۱۱] جاہن ہک کے نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے اریاراجانے کہا "ہک نے نشاندہی کی کہ ایک تکثیری دنیا میں یہ مناسب نہیں ہے کہ ایک مذہب خود کو واحد، منفرد اور آفاقی وحی کے طور پر متعین کرے۔"[۱۲] جان ہک کے نزدیک تمام مذاہب ایک ہی الٰہی حقیقت (The Real) کے مختلف تجربات ہیں، جو انسانی فہم کے مطابق مختلف تاریخی و ثقافتی سانچوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ مک گراتھ کے مطابق تکثیریت کا نقطہ نظر یہ ہے کہ عیسائیت یا دوسرے مذاہب ایک ہی بنیادی حقیقت کے نمائندے ہیں۔[۱۳] گویا مذہبی تکثیریت یہ سکھاتی ہے کہ تمام بڑے مذاہب خدا تک یکساں رسائی حاصل کر سکتے ہیں، اس لحاظ سے تمام مذاہب برابر ہیں۔ نیوبیگن کا اصرار ہے کہ تمام مذاہب میں ایسی سچائیاں ہوتی ہیں جن میں دوسرے لوگ فیصلہ نہیں کر سکتے، دوسرے مذاہب میں سچائی ہے یا نہیں۔ اس ضمن میں بات کرنا ناقابل قبول ہے کیوں کہ مذہبی عقائد ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے۔[۱۴] ان مفکرین کے نزدیک مذہبی تکثیریت نہ صرف نظریاتی بلکہ عملی ضرورت بھی ہے، کیونکہ جدید دنیا میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کا ساتھ رہنا ناگزیر ہے۔ ان کے نزدیک تکثیریت مذہب کو باہمی مکالمے، احترام اور اشتراک کی راہ فراہم کرتی ہے۔ تاہم یہ نظریہ اپنے ساتھ چند فکری مسائل بھی لاتا ہے، اہم نکتہ یہ ہے کہ اگر تمام مذاہب یکساں صداقت رکھتے ہیں تو پھر صداقت (Truth) کا معیار کیا ہے؟

مذہبی تکثیریت کی فکری بنیادیں نسبیتِ صداقت (Relativism of Truth)، انسانی تجربے کی مرکزیت، اور وحی کی تعبیر میں تنوع جیسے تصورات پر استوار ہیں۔ یہ نظریہ مذہبی وحی کو مطلق الٰہی حقیقت کے بجائے انسانی فہم اور ثقافتی سیاق میں ڈھلی ہوئی تعبیر سمجھتا ہے۔ اس کے مطابق ہر مذہب اپنے ماننے والوں کے لیے نجات اور صداقت کا ذریعہ ہے، اس لیے کسی مذہب کو دوسرے پر فوقیت نہیں دی جا سکتی۔ تاہم اس فلسفے پر مذہبی حلقوں سے سخت تنقید بھی کی گئی ہے، خاص طور پر اس پہلو پر کہ یہ نظریہ وحی، رسالت اور شریعت جیسے بنیادی عقائد کو انسانی تجربے تک محدود کر دیتا ہے۔ چنانچہ مذہبی تکثیریت کے اس جدید تصور نے ایمان کے عقلی و وحیانی پہلوؤں کو کمزور کیا اور مذہب کو ایک سماجی و ثقافتی مظہر بنا کر پیش کیا۔ نتیجتاً مذہبی تکثیریت ایک ایسا فکری نظریہ بن کر ابھرا جس نے رواداری، مکالمے اور انسانی وحدت کے تصور کو فروغ دیا، لیکن ساتھ ہی عقیدۂ صداقت اور وحی کی مطلقیت کو چیلنج کیا۔ یہی وہ نکتہ ہے جہاں اقبال کی فکری بصیرت اس نظریے سے مکالمہ کرتی ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-18

اسلامی تناظر میں مذہبی تکثیریت:

چونکہ افکارِ اقبال اسلامی تعلیمات سے ماخوذ ہیں،اس لیے مذہبی تکثیریت کو فکرِ اقبال کے سیاق میں پرکھنے سے پہلے اسلامی تناظر میں دیکھنا ضروری ہے۔اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسانیت کی وحدت، عدل و انصاف، رواداری اور پرامن بقائے باہمی کے اصولوں پر قائم ہے۔ قرآنِ مجید میں انسان کی بنیادی حیثیت کو اس کے مذہبی یا نسلی تعلق سے زیادہ اس کے تقویٰ، نیت اور عمل کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے۔ اسلام نے جہاں توحید کے اصول پر انسانی فکر و عمل کی بنیاد رکھی، وہیں اس نے مذہبی تنوع اور اختلاف کو انسانی امتحان اور رحمت کا ایک مظہر قرار دیا۔ قرآنِ مجید میں مختلف مقامات پر واضح ہے کہ انسانی معاشرہ ہمیشہ فکری، لسانی اور مذہبی تنوع کا حامل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور اگر تیرا رب چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک ہی امت بنا دیتا، مگر وہ ہمیشہ مختلف رہیں گے۔"(۱۵) یہ آیت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ انسانی اختلاف محض اتفاقی نہیں بلکہ خدائی مشیت کا حصہ ہے۔ اسلام اس تنوع کو ختم کرنے کے بجائے اسے نظم و عدل کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن میں انبیاء کرام کے سلسلے کی وسعت بھی مذہبی تکثیریت کی ایک علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر امت میں ڈرانے والا (نبی) آیا ہے(۱۶) یہ آیت اس تصور کو تقویت دیتی ہے کہ الٰہی ہدایت کسی ایک قوم یا مذہب تک محدود نہیں رہی بلکہ ہر دور اور علاقے میں وحی کی روشنی انسانوں تک پہنچائی گئی۔

رسول اکرم ﷺ کی پوری زندگی مذہبی برداشت، بردباری اور انصاف کی عملی مثالوں سے بھری ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے مدینہ میں رہنے والے یہودیوں، نجران کے عیسائیوں اور دیگر غیر مسلم برادریوں کے ساتھ ایسے معاہدے قائم کیے جن میں ان کے مذہبی حقوق کو تسلیم کیا گیا اور ان کی جان، مال اور عبادت گاہوں کی حفاظت کی ضمانت دی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے غیر مسلم شہریوں کے لیے وہی عدل اور تحفظ لازم قرار دیا جو مسلمانوں کے لیے تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق، جو شخص کسی بے گناہ غیر مسلم شہری کو نقصان پہنچائے یا قتل کرے، وہ جنت کی خوشبو تک سے محروم رہے گا۔(۱۷)

رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد خلفائے راشدین نے انھی اصولوں پر عمل کرتے ہوئے اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی عمدہ مثالیں قائم کیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے عیسائی اور یہودی رعایا کو وہی مراعات دیں جو مسلمانوں کو حاصل تھیں۔ حضرت عمرؓ کے دور میں غیر مسلموں کے تحفظ کے لیے باقاعدہ معاہدات تحریر کیے گئے، جن کے تحت:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-18

۱۔ غیر مسلم شہری اپنی عبادت گاہوں میں آزادانہ عبادت کر سکیں گے۔
۲۔ ان کی جان و مال، عزت و آبرو محفوظ ہو گی۔
۳۔ ریاست ان پر کسی جبری مذہبی تبدیلی کا اطلاق نہیں کرے گی۔
۴۔ اگر وہ کسی ظلم یا ناانصافی کا سامنا کریں تو عدالت میں انصاف حاصل کرنے کے حق دار ہوں گے۔ (۱۸)

یہ عملی مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں تکثیریت کا مفہوم صرف اختلافِ رائے کو برداشت کرنا نہیں بلکہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے حقوق کا احترام اور ان کا تحفظ بھی ایمان کا بنیادی حصہ ہے۔ البتہ اسلام میں مذہبی تکثیریت مخصوص حدود کے ساتھ متعین ہے۔ اسلام مختلف مذاہب اور ان کے پیروکاروں کے وجود اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کو تسلیم کرتا ہے، مگر یہ قبولیت اس عقیدے کے برابر نہیں کہ تمام مذاہب حقیقت کے لحاظ سے یکساں درست ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: "بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے" (۱۹) یہ ارشاد اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ فکر و عقیدے کے درجے میں اسلام ہی کو آخری اور مکمل سچائی کی حیثیت حاصل ہے کیونکہ یہ وحیِ الٰہی کی آخری اور جامع شکل ہے۔

اسلام کے نزدیک تکثیریت انسانی معاشرے کی ایک حقیقت ہے، لیکن یہ حقیقت عقیدے کی برابری کے طور پر نہیں بلکہ اخلاقی اقدار، سماجی احترام اور انسانی وقار کے تناظر میں دیکھی جاتی ہے۔ اسلام مکالمے، عدل اور رواداری کی تعلیم دیتا ہے، مگر اپنے بنیادی عقائد—توحید اور رسالت کی قطعی صداقت—پر قائم رہتا ہے۔ اسی متوازن اور اصولی نقطۂ نظر کو علامہ اقبال نے اپنے فلسفیانہ انداز میں ایک نئے اور گہرے مفہوم کے ساتھ پیش کیا ہے۔

اقبال کی فکری بصیرت اور مذہبی تکثیریت:

علامہ محمد اقبالؒ بیسویں صدی کے اُن مفکرین میں سے ہیں جنھوں نے مشرق و مغرب دونوں فکری روایتوں کا گہرا مطالعہ کیا اور مذہب، فلسفہ اور انسان کے تعلق کو ایک نئی فکری جہت عطا کی۔ اقبال کی فکر نہ صرف اسلامی الٰہیات کی روح سے وابستہ ہے بلکہ جدید مغربی فلسفے کے سوالات کا گہرا شعور بھی رکھتی ہے۔ یہی جامعیت انہیں مذہبی تکثیریت کے مباحث میں ایک منفرد اور بصیرت افروز مقام عطا کرتی ہے۔ اقبال کے نزدیک مذہب محض رسوم و رواج یا تاریخی روایت کا نام نہیں بلکہ انسان کے اندرونی شعور، وجدان اور حقیقتِ مطلقہ سے تعلق کا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-18

مظہر ہے۔ وہ مذہب کو انسانی زندگی کی اخلاقی و روحانی بنیاد قرار دیتے ہیں، اور یہ باور کراتے ہیں کہ مذہب کے بغیر نہ فرد کی شخصیت مکمل ہو سکتی ہے، نہ تمدن کی روح باقی رہتی ہے۔

اقبال ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے اور ان کی تحریروں میں حضرت محمد ﷺ اور اسلام سے محبت کا اظہار جا بجا ملتا ہے۔ بلاشبہ اقبال ایک پختہ عقیدے والے مسلمان تھے، لیکن اس کے باوجود ان کے دل میں دیگر مذاہب اور ان کی عظیم شخصیات کے لیے بے پناہ احترام پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے خطبات، خطوط، مضامین، تقاریر اور شعری تصانیف میں غیر مسلم مذہبی رہنماؤں اور فلسفیوں کا تذکرہ ہمیشہ شائستگی اور احترام کے ساتھ ملتا ہے۔ اقبال نے کبھی کسی مذہب یا اس کے پیشوا کا مذاق نہیں اڑایا؛ حتیٰ کہ جہاں اختلافِ رائے ظاہر کیا، وہاں بھی ادب و احترام کو بنیادی اصول کے طور پر پیشِ نظر رکھا۔ اپنی فارسی مثنوی "جاوید نامہ" میں اقبال نے فلکِ قمر پر مختلف مذاہب اور روحانی بزرگوں کو بے حد عزت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اس حصے میں ایک قدیم ہندو سادھو، وشوامتر، کو عقیدت کے ساتھ دکھایا گیا ہے اور ساتھ ہی چار عظیم انبیاء کی الواح شامل ہیں — گوتم بدھ، زرتشت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لوح کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں روس کے معروف ناول نگار ٹالسٹائی کے ایک خواب کا حوالہ بھی شامل ہے۔ یہ پہلو اقبال کے فکر و فن میں مذہبی ہم آہنگی، باہمی احترام اور بین المذاہب مکالمے کی اہمیت کو نمایاں کرتا ہے۔ گیان چند لکھتے ہیں:

> "بنیادی طور پر شاعرِ اسلام ہونے کے باوجود وہ نہ صرف دوسرے مذہبی رہنماؤں کا احترام کرتے ہیں بل کہ ان کی بہت سی تعلیمات کو صدقِ دل سے سراہتے ہیں۔ انھوں نے رام، نانک اور سوامی رام تیرتھ پر اردو نظمیں لکھیں۔ گوتم بدھ کی مدح، گورونانک کی نظم میں کی ہے۔ اس کے علاوہ جاوید نامہ میں گوتم، مسیح اور زرتشت کا ذکرِ خیر کرتے ہیں۔ کرشن، شنکر اچاریہ اور رامانج اچاریہ پر مثنوی اسرارِ خودی کے دیباچہ میں اظہارِ خیال کیا ہے اور ان تمام موقعوں پر بڑی فراخ دلی سے کام لیا ہے۔ ان کے علاوہ اپنی انگریزی کتاب فلسفہ عجم (ایران میں مابعد الطبیعات کا ارتقا) میں زرتشت اور مانی کی تعلیمات پر مفصل بحث کی ہے۔"(۲۰)

اقبال نے بدھ مت کے مذہبی رہنما گوتم بدھ کا ذکر مختلف مقامات پر کیا ہے۔۔ "بانگِ درا" کی ایک نظم میں لکھتے ہیں:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-18

قوم نے پیغامِ گوتم کی ذرا پروانہ کی
قدر پہچانی نہ اپنے گوہر یک دانہ کی(۲۱)

اقبال کے نزدیک یہ بات کسی طور قابلِ قبول نہیں تھی کہ ایک مذہب کے ماننے والے دوسرے مذہب کے لوگوں سے نفرت کریں۔ وہ برصغیر میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان بڑھتی ہوئی دشمنی اور کشیدگی سے سخت ناخوش تھے۔ اسی پس منظر میں وہ افسوس کے ساتھ لکھتے ہیں کہ ہمارے معاشرے سے محبت، خیر خواہی اور انسانیت کی خوشبو ماند پڑ گئی ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ جس مسلمان کے دل میں ہندو کے خلاف کینہ ہو اُسے سچا مسلمان سمجھا جاتا ہے، اور جس ہندو کے دل میں مسلمان کی عداوت ہو اُسے کامل ہندو تصور کیا جاتا ہے۔ (۲۲) اکثر مقامات پر اقبال کا مخاطب نوجوان ہیں۔ انھوں نے کسی بھی مقام پر مذہبی تعصب و منافرت کا درس نہیں دیا۔ ڈاکٹر ریاض لکھتے ہیں: "جاوید نامہ کا آخری باب "اندرزہائے اقبال " پر مشتمل ہے۔ اس میں آپ نے مسلمانوں کی نئی نسل کو مذہب سے بالاتر ہو کر انسانیت کے احترام و تعدیب اور حسن اخلاق کی تعلیم دی۔ "(۲۳)

تکثیریت کے حامیوں کا اصرار ہے کہ زبان، رنگ اور نسل کے فرق کو پسِ پشت ڈال کر معاشرے کے تمام گروہوں کو برابری کے حقوق دیے جائیں۔ اقبال بھی اسی خیال کے مؤید ہیں، تاہم وہ اس میں ایک اہم پہلو کا اضافہ کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک مساوات اور انسانی حقوق کے اس اصول کو مضبوط بنیاد فراہم کرنے کے لیے اسلام سے رہنمائی لینا ضروری ہے۔ اقبال کے مطابق اسلام کی تعلیمات کسی مخصوص قوم، خطے، زمانے یا صرف مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے راہِ ہدایت فراہم کرتی ہیں۔ اقبال ایک خط میں لکھتے ہیں کہ یہ بات میرے پیشِ نظر نہیں تھی کہ میں اپنی فارسی نظموں کے ذریعے صرف اسلام کی حمایت کروں۔ میری اصل توجہ اور میری کوشش کا محور یہ رہا ہے کہ میں ایک ایسا نیا اور جدید معاشرتی نظام تلاش کروں جو انسانی فلاح کا ضامن ہو۔ اور عقل بھی یہی کہتی ہے کہ جب کوئی شخص اس مقصد کے لیے سوچتا ہے تو وہ اُس نظامِ حیات کو نظر انداز نہیں کر سکتا جس کا بنیادی مقصد ہی یہ ہے کہ انسانوں کے درمیان ذات پات، مرتبے، رتبے، رنگ یا نسل کی تمام تفریقات ختم کر دی جائیں۔ (۲۴)

مذہبی تکثیریت کی متعدد جہات ہیں۔ ایک جہت تو یہ ہے کہ سماج یا ریاست میں مختلف مذہبی گروہوں کے وجود کو قبول کیا جائے اور انھیں زبردستی کسی مذہب کی پیروی پر مجبور نہ کیا جائے۔ اقبال بھی اسی بات کے قائل

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-18

ہیں۔اقبال کے نزدیک مذہب اسلام نے جو سماجی ڈھانچہ متعارف کرایا ہے وہ رنگ و نسل، لسانی، اور مذہبی امتیازات کی بنیاد پر انسان سے نفرت نہیں سکھاتا بل کہ اس کا مقصد تمام تر امتیازات کے باوجود انسانوں کو متحد کرنا ہے۔ (۲۵)

اقبال ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت کا حتمی مقصد ایک ایسے معاشرے کی تشکیل ہے جس کا نظام اُس الٰہی قانون کے مطابق ہو جو آپ ﷺ کو اللہ کی طرف سے عطا ہوا۔ بالفاظ دیگر، جس کا مقصد قوموں، قبیلوں، رنگوں اور زبانوں کے فرق کو تسلیم کرتے ہوئے، دنیا کی اقوام کو اُن غلط تصورات اور تعصبات سے پاک کرنا ہے جو زمان، مکان، قوم، نسل، نسب، وطن جیسے ناموں سے جانے جاتے ہیں۔یوں اس نبوی مشن کا اصل مدعا انسان کو ایک ایسا روحانی تصور عطا کرنا ہے جو اُس کی زندگی کے ہر لمحے کو ابدی حقیقت سے ہم آہنگ رکھتا ہے۔ (۲۶)

اقبال کا ایمان ایک خدا کی وحدانیت پر پوری مضبوطی سے قائم تھا۔ ان کے نزدیک توحید محض عقیدہ نہیں بلکہ ایک زندہ اور مؤثر قوت ہے جو مومن کے دل کو استحکام بخشتی ہے۔ اقبال کا یقین تھا کہ جب تک انسان کا دل توحید کے نور سے منور رہے، کوئی مصیبت یا طاقت اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ وہ توحید کو ایسی نعمت سمجھتے تھے جو انسان کو دائمی بقا اور داخلی قوت عطا کرتی ہے۔اسی طرح اپنی فکری دنیا میں اقبال ہمیشہ خود کو قافلۂ حجاز کا حصہ تصور کرتے رہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ اقبال کے لیے روحانی سکون اور قلبی آسودگی کا سرچشمہ تھی۔ اپنی زندگی کے ہر مرحلے پر انہوں نے حضور ﷺ کو اپنا رہنما، محسن اور قافلے کا سالار مانا، اور اپنی فکری و عملی زندگی کو اسی نسبت سے وابستہ رکھا۔

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا، نام و نشاں ہمارا
سالار کارواں ہے میر حجاز اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا (۲۷)

مذہبی تکثیریت کا ایک پہلو یہ ہے کہ ہر مذہب کو اپنی جگہ درست اور معتبر سمجھا جائے اور کسی ایک دین کو دوسرے پر فوقیت نہ دی جائے۔ جیسا کہ امتیاز یوسف لکھتے ہیں: "مذہبی تکثیریت سے مراد مختلف مذاہب کے مابین دینی صداقت اور برابری کو تسلیم کرنا ہے، یہ تصور کا اصرار ہے کہ مذہبی سچائی کسی ایک مذہب کی اجارہ داری نہیں بلکہ مختلف مذاہب کی تعلیمات کے ذریعے بھی حاصل کی جا سکتی ہے ۔"(۲۸)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-18

لیکن اگر اس تصور کو اقبال کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو معاملہ مختلف نظر آتا ہے۔ اقبال اسلام کی صداقت اور اس کے آخری و کامل دین ہونے پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک سابقہ الہامی مذاہب اپنے زمانے تک قابلِ پیروی تھے اور ان کے پیغمبر احترام کے لائق ہیں، مگر چونکہ نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں، اس لیے آپ ﷺ کی بعثت کے بعد آپ ہی کی پیروی ضروری ہے۔ اقبال کے نزدیک یہی عقیدۂ ختمِ نبوت دین کی جامعیت اور اسلام کی حقانیت کو ثابت کرتا ہے۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را
او رسل را ختم و ما اقوام را[۲۹]

(مفہوم: خدا نے ہم پر شریعت ختم کر دی اور ہمارے رسول ﷺ پر رسالت ختم ہو گئی۔ اب زمانے کی مجلس میں رونق ہمارے ہی دم سے رہے گی۔ ہمارے رسول ﷺ رسولوں کے خاتم تھے، ہم قوموں کے خاتم ہیں۔)

اقبال آغاز سے ہی سے عقیدۂ ختمِ نبوت کے پختہ اور غیر متزلزل داعی رہے۔ ان کے نزدیک اسلام کا ایک بنیادی اور نمایاں امتیاز یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ رب العزت کے آخری رسول ہیں، جبکہ دیگر مذاہب میں اس بات کے اشارے موجود ہیں کہ ان کے بعد بھی کوئی نبی آ سکتا ہے۔ اقبال کے مطابق اسلام کا یہ عقیدہ بالکل واضح اور حتمی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی ہے۔ یہی عقیدہ اسلام کو دیگر مذاہب کے مقابلے میں ایک منفرد اور ممتاز مقام عطا کرتا ہے۔ اقبال نے ایک جگہ اسی حقیقت کو زور دے کر بیان کیا ہے کہ نبوت کا سلسلہ حضور ﷺ پر مکمل اور ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے:

> "اسلام ناگزیر طور پر ایک مذہبی فرقہ ہے جس کی حدود متعین ہیں۔ توحید الٰہی پر ایمان، جملہ رسولوں پر ایمان اور محمد ﷺ کی نبوت پر ایمان۔ ایمان کا آخر الذکر حصہ دراصل وہ عنصر ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان حد فاصل کا تعین کرتا ہے اور یہ فیصلہ کرنے کی استعداد بخشتا ہے کہ کوئی شخص گروہ / فرقے کا حصہ ہے یا نہیں۔"[۳۰]

یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اقبال مذہبی تنوع کو انسانی فطرت، تاریخی ارتقاء اور الٰہی مشیت کا حصہ سمجھتے ہیں۔ وہ قرآنِ حکیم کی اس تعلیم کی روشنی میں کثرتِ ادیان کو خدا کے ارادے کا مظہر قرار دیتے ہیں۔ تاہم وہ مغربی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-18

تکثیریت کے اُس تصور سے متفق نہیں جو تمام مذاہب کو برحق قرار دے کر وحی کی مطلقیت کو نسبتی بناتا ہے۔ اقبال مذہبی رواداری، عدل اور مکالمے کو اسلامی تعلیمات کا حصہ سمجھتے ہیں۔ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ معاشرے میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو مساوی احترام اور آزادی حاصل ہونی چاہیے۔ تاہم عقیدہ کی سطح پر وہ حق کو ایک ہی وحی میں مضمر سمجھتے ہیں — یعنی اسلام وہ آخری اور کامل پیغام ہے جو تمام سابقہ وحی کا تسلسل اور تکمیل ہے۔ مزید بر آں اقبال کے نزدیک بین المذاہب مکالمہ (Interfaith Dialogue) ضروری ہے، مگر اس کا مقصد یہ نہیں کہ تمام مذاہب کو برابر مان لیا جائے، بلکہ یہ کہ ایک دوسرے کے نظریات کو سمجھا جائے اور انسانیت کے مشترکہ اخلاقی اصولوں پر تعاون کیا جائے۔ یہی توازن اقبال کی فکر کو عصرِ حاضر کے انتہاپسندانہ یا سطحی تکثیری رویوں سے ممتاز کرتا ہے۔

نتائج تحقیق:

اقبال ایک وسیع فکری بصیرت رکھنے والے مفکر تھے جو مذہب، انسانیت، قومیت اور تہذیب کے بنیادی مسائل پر گہری نگاہ رکھتے تھے۔ اقبال کے نزدیک مذہب صرف عقائد یا رسمی عبادات تک محدود نہیں، بلکہ ایک زندہ، ارتقائی اور عملی حقیقت ہے جو انسان کے اندرونی تجربے، اخلاقی تربیت اور روحانی نمو کا ذریعہ بنتی ہے۔ ان کے خیال میں مذہب انسانی زندگی کے فردی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں کو بدلنے اور سنوارنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اقبال کا رجحان اسلام کی طرف تھا اور وہ اسے محض عبادات یا رسومات کا مجموعہ نہیں سمجھتے تھے، بلکہ ایک مکمل اور جامع نظامِ حیات قرار دیتے تھے جو فرد کی اصلاح اور معاشرتی فلاح دونوں کی ضمانت ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی تعلیمات صرف مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی اس سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

اقبال کے کلام اور تحریروں میں مذہبی رواداری کے متعدد مظاہر ملتے ہیں۔ وہ ہندو، سکھ، عیسائی، مجوسی اور دیگر مذاہب کے نظریات اور روحانی رہنماؤں کا احترام کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ تمام مذاہب میں کچھ نہ کچھ سچائی کی گنجائش تسلیم کرتے ہیں، لیکن ان کے نزدیک مکمل اور جامع ہدایت صرف اسلام فراہم کرتا ہے، کیونکہ وہ اسلام کو ایک فعال، متحرک اور تخلیقی قوت سمجھتے تھے۔ اقبال مذہبی تکثیریت کے اس مغربی تصور سے اتفاق نہیں کرتے کہ ہر مذہب برابر کی سچائی رکھتا ہے، لیکن وہ اس بات کے قائل تھے کہ مختلف مذاہب کو سماجی اور ریاستی سطح پر تحفظ اور آزادی ملنی چاہیے تاکہ وہ مثبت کردار ادا کر سکیں۔ ان کا تصورِ رواداری معتدل، اصولی اور فکری تھا—جہاں دوسروں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-18

کے عقائد کا احترام بھی ہو اور اپنی دینی سچائی پر اعتماد بھی برقرار رہے۔اسی لیے اقبال کی فکر آج بھی مذہبی ہم آہنگی، بین المذاہب مکالمے اور متوازن رواداری کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ لوئیس معلوف(مرتبہ)،"المنجد عربی اردو لغت" (مترجمہ)،عبدالحفیظ بلیاوی،(لاہور:مکتبہ قدوسیہ،۲۰۰۹ء)،ص:۹۳۷

۲۔عمر فاروق،ڈاکٹر،"مولانا آزاد کا نظریہ اور ہندوستانی تکثیریت"
https://urdu.millattimes.com/archives/92960 (accessed on 12 Sep.2025)

3. Klein E. "A Comprehensive Etymological Dictionary of The English Language",(London:Elsevier Publishing Company,1966), p:1203

4. Hornby A.S."Oxford Advance Learner Dictionary of Current English",(Oxford: University Press,2015),p:1165

5. Editorial Board, "Webster Comprehensive Dictionary International Edition" ,Vol.2(Chicago:J.G Fergoson Publishing House,1974),p:972

6. Haddad, Yvonne Yazbech, "Islamists and the Challenge of Pluralism",(Washington: Georgetown University, 1995,),p:19

7. Hornby A.S"Oxford Advanced Leaner's Dictionary of Current English",(Oxford :Oxford university Press, 2010),p:1165

8. Diana Eck,"A New Religious America",(San Francisco:Harper One,2001),p:72

۹۔القرآن،سورۃ الحجرات،آیت نمبر ۱۳

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-18

10. Chandra Muẓaffar, "What Pluralism Means to Islam", in,The Star Kuala, June18, 2006 https://pluralism.org/news/opinion-what-pluralism-means-islam-dr-chandra-muzaffar(accessed on 4 August,2025)

11. John Hick, "Dailogue in the Philosophy of Relegion", (New York:Palgrave Macmillan, 2010),p:191

12. Wesley Ariarajah, "Hindus and Christians: A Century of Protestant Ecumenical Thought,(Mich :Grand Rapids,1991),p:174

13. McGrath, Alister , "Christian Theology: An Introduction",(Oxford: Blackwell Publishers,1996),p:575

14. Newbigin, Lesslie, "The Gospel in A Pluralist Society",(Michigan:William B. Eerdmans publishing, company, 1989),p:14

۱۵۔القرآن،سورہ ہود، آیت:۱۱۸

۱۶۔ایضاً،سورہ فاطر، آیت:۲۴

۱۷۔محمد بن اسماعیل بخاری،(مرتبہ)" صحیح بخاری"حدیث:۳۱۶۶،(لاہور:پروگریسو بکس،۲۰۱۶ء)ص:۳۴۶

۱۸۔شبلی نعمانی،"الفاروق "،(کراچی:دارلاشاعت،۱۹۹۱ء)ص:۲۸۱

۱۹۔القرآن،سورہ آل عمران، آیت:۱۹

۲۰۔گیان چند جین،"تجزیے" (نئی دہلی:مکتبہ جامعہ،۱۹۷۳ء)،ص:۲۰۷

۲۱۔اقبال،"کلیات اقبال اردو"،(لاہور:اقبال اکادمی پاکستان،۲۰۱۸ء)،ص:۲۶۹

۲۲۔اقبال،"مقالاتِ اقبال"،(مرتبہ)،عبدالواحد معینی،(لاہور: آئینہ ادب،۱۹۸۸ء)،ص:۱۰۳

۲۳۔محمد ریاض،ڈاکٹر،"اقبال اور احترامِ انسانی"،(لاہور:نزیر سنز پبلشرز،۲۰۱۰ء)،ص:۲۶

۲۴۔اقبال،"کلیات مکاتیب اقبال" (مرتبہ)،مظفر حسین برنی، جلد دوم،(جہلم: بک کارنر،۲۰۱۶ء)،ص:۲۳۶

۲۵۔اقبال،"مقالاتِ اقبال"،(مرتبہ)،عبدالواحد معینی،(لاہور: آئینہ ادب،۱۹۸۸ء)،ص:۱۰۳

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-18

26. Iqbal, Speeches, Writings and Statements of Iqbal, By Latif Ahmed Sherwani(Lahore: Iqbal Academy Pakistan,1995),p: 311

۲۷۔ اقبال، ”کلیاتِ اقبال اردو“، ص:۱۸۶

28. Imtiaz Yusuf, "Islamic Theology of Religious Pluralism" in, "Plusralism in Islamic Contexts-Ethics,Politics and Modern Challenges"Muhammad Hashas(ed),(Switzerland:Springer,2021),p:202

۲۹۔ اقبال، ”کلیات اقبال فارسی“،(لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، س۔ن)، ص:۱۰۲

۳۰۔ اقبال، ”تقریریں، تحریریں اور بیانات“،(مترجمہ)، اقبال احمد صدیقی،(لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۵ء)، ص:۲۳۸